رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار مملکت

ایڈیٹر

میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر ۱۸

شرح چندہ
سالانہ ۷
ششماہی ۴
سہ ماہی ۲

شرح چندہ
سالانہ ۷
ششماہی ۴
سہ ماہی ۲

قیمت فی پرچہ (۳)

قیمت پرانا پرچہ (۴)

جلد ۴ | ۶ مہر ۱۳۵۳ ف | ۲۲ شعبان ۱۳۶۳ھ | ۱۲ اگست ۱۹۴۴ء شنبہ | نمبر (۱۸)

ہندوستان کی آزادی اور امن عالم

برطانوی مدبرین کے رجحانات

"ڈیلی ورکر" کے نمائندے کو ایک ملاقات میں جب گاندھی جی نے یہ بتلایا کہ دوران جنگ میں ہندوستان میں قومی حکومت کے قیام سے متحدین کے مقصد کو ایک ایسی اخلاقی تائید حاصل ہوگی جو اس وقت حاصل نہیں ہے تو نامہ نگار مذکور نے دریافت کیا کہ "ہندوستان کو ایک آزاد ملک تسلیم کرنے سے متحدین کو کیا مادی فائدہ حاصل ہوگا"؟ یہ سوال کرتے وقت نامہ نگار مذکور اہل برطانیہ کے ایک عام نقطۂ نظر پیش کر رہا تھا جو یہ خیال کرتے ہیں کہ ہندوستان کو آزادی دینے سے اس کے معاوضہ میں کیا ملے گا۔ اگر ہندوستان کو حکومت خود اختیاری دینا بجائے خود ایک پسندیدہ چیز ہے اور جس کا وعدہ برطانیہ نے متعدد بار کیا ہے تو اس کے معاوضہ میں کسی قسم کی کیوں خواہش کی جاتی ہے! جیسا کہ گاندھی جی نے کہا ہے متحدین کی ضمانت کے لئے یہ بات کافی ہونی چاہئے کہ ہندوستان کو آزاد اقوام میں شامل کرنے سے ان کی فوجی کاروائیوں پر کوئی مضر اثر نہیں پڑے گا۔ ساری جنگ میں اشتراک عمل پر آمادگی کا جو اعلان گاندھی جی نے کیا ہے اس سے وہ شبہات دور ہو جانے چاہئیں جو برطانیہ اب تک محسوس کرتا رہا ہے۔ اقوام متحدہ کے نمائندوں کے لئے یہ کہنا مشکل ہوگا کہ ہندوستان کی حکومت خود اختیاری ان کے مقصد کے لئے کینیڈا یا آسٹریلیا کی خود مختاری سے زیادہ مضر ہوگی۔

[illegible] لندن کے اس بیان سے کیا سمجھتے ہیں کہ گاندھی جی کی حالیہ پیش کش ـــــ قومی حکومت کے سیول معاملات پر قابو رکھنے کے لئے اشتراک عمل کرنا اور دوران جنگ میں فوجی معاملات کا برطانیہ کے سپرد رہنا ـــــ اقوام متحدہ کے وسیع تر مفادات پر حاوی نہیں ہے! دارالعوام کے حالیہ مباحثہ میں بعض تقریریں ایسی ہوئی ہیں جن سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ ان بین الاقوامی واجبات میں جو ہندوستان پر جنگ کے بعد قائم ہونے والے نظام نو میں عائد ہوں گے برطانوی سامراج ایک ایسی دلیل منکشف کرے گا جو عملاً ہندوستان کی آزادی کو جس کا وعدہ کیا گیا ہے گھٹانے کا باعث ہوگی۔ پروفیسر جارج کیٹلن ملوکیت پرست نہیں ہیں اور ان کا یہ مشورہ کہ ہندوستان کے سیاسی اقتدار اعلیٰ کی تنقیح کو فوجی حفاظت کی تنقیح سے الگ رکھا جائے یہی مفہوم رکھتا ہے کہ دوران جنگ میں ہندوستان کے مسئلہ کا عارضی حل مہیا کیا جائے۔ مصر کی تشکیل متعلق نہیں ہوگی۔ رقبہ، آبادی، فوجی طاقت، وسیع تر وسائل اور نیز جغرافی موقع و محل کے اعتبار سے مصر کو ہندوستان سے کوئی مناسبت نہیں۔ تاہم یہ کہا جاتا ہے کہ جنگ کے بعد ہندوستان کی مدافعت کی حد تک بالعموم متحدین اور بالخصوص برطانیہ پر قابل لحاظ ذمہ داری عائد ہونی چاہئے جو لوگ اس طرح استدلال کرتے ہیں وہ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہندوستان پر بھی جنوب مشرقی ایشیا کی مدافعت کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں جو خیال ان حلقوں میں پھیلا ہوا ہے وہ یہ ہے کہ جنگ کے بعد جبکہ ہندوستان کسی قسم کی سیاسی آزادی حاصل کرے گا اس کو خود اپنی مدافعت کے سلسلہ میں بہت کم آزادی حاصل ہوگی کیونکہ مشرقی ایشیا کے علاقہ میں ہندوستان عالمی تحفظ کے دائرہ سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا اور عالمی تحفظ کی ذمہ داری یورپ کے دول عظمیٰ پر عائد ہوتی ہے اگرچہ ہندوستان مشرق کے محافظ کے خطاب کی خاطر روپیہ اور سپاہی سے فیاضی کے ساتھ مدد دے گا۔

یہ عجیب بات ہے کہ عالمی تحفظ کے نام سے قومی اقتدار کو محدود کرنے یا اس سے انکار کرنے کا سلسلہ صرف یورپ سے باہر پیدا ہو رہا ہے۔ جہاں تک یورپ کا تعلق ہے جارحانہ قومیت کو بطور ایک واقعہ کے تسلیم کیا جا رہا ہے اور مسٹر چرچل کی طرح ذی اثر لوگ اس صورت حال سے حیران یا غیر مطمئن نظر نہیں آتے۔ برطانوی وزیر اعظم نے یہ اعلان کیا ہے کہ "برطانیہ کا ایک اہم مفاد یہ ہے کہ فرانس اپنا پوزیشن یورپ اور دنیا کے دول عظمیٰ میں پھر سے حاصل کرے اور اس کو برقرار رکھے"۔ اس میں شک نہیں کہ فرانس اپنی قدیم اہمیت پھر حاصل کر سکتا ہے بشرطیکہ اس کی نوآبادیات اس کو پھر مل جائیں۔ ان نوآبادیات کے باشندوں کے جذبات کچھ ہی ہوں لیکن ایشیا کو جو یورپ کا ایک فطری اور ناقابل انتقال ورثہ سمجھا جاتا ہے جنگ کے بعد اس یورپ کی تشکیل جدید میں کوئی آواز حاصل نہ ہوگی جہاں سے ہر جنگ شروع ہوتی ہے۔ مسٹر چرچل کہتے ہیں "میں ان اہم یورپین مسائل کے تصفیہ میں سلطنت برطانیہ، امریکہ، روس اور فرانس کے نمائندوں کے ایک قریبی اشتراک عمل کو مستحسن سمجھتا ہوں"۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ اس میں چین یا ہندوستان کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اس سلسلہ میں سلطنت برطانیہ کا جو ذکر کیا گیا ہے اس کے معنی صرف برطانیہ اور خود مختار مستعمرات ہے۔ کوئی حیرت کی بات نہیں کہ جنگ کے بعد نظام نو سے متعلق مسٹر چرچل کا تصور یورپ کے قدیم تصور اقتدار سے کسی طرح مختلف نہیں ہے۔ مسٹر چرچل دریافت کرتے ہیں

بقیہ سلسلہ (صفحہ ۱۱)

مملکت ہفتہ وار

جلد ۱۴ | ۶ مہر ۱۳۵۳ف | نمبر ۱۸

شکریہ! مسٹر چرچل!

دنیا کا نظام نوکیسا ہوگا اس کا انحصار زیادہ تر برطانیہ کے نقطۂ نظر پر ہے کیونکہ اتحادی اقوام میں امریکہ کے غیر معمولی تمول کے باوجود برطانیہ ہی کو قیادت کا شرف حاصل ہے یہی وجہ ہے کہ مستقبل کے متعلق کوئی صحیح اندازہ قائم کرنے کے لئے مسٹر چرچل کی تقاریر کا مطالعہ کافی اہمیت رکھتا ہے۔

ہندوستان سے متعلق مسٹر چرچل کسی ایسی تبدیلی کے قائل نہیں جو اہل ہند کو باعزت اور خوشحال زندگی بسر کرنے کا موقع دے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ مختلف طریقوں سے ہندوستان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے گا اور نتیجۃً سیاسی اور معاشی اقتدار کا مرکز انڈیا آفس ہی رہے گا۔

مشرقی اقوام سے متعلق مسٹر چرچل کا زاویہ نگاہ ان کی حالیہ تقریر میں ظاہر ہو چکا ہے۔ اس تقریر میں مشرقی اقوام کا ذکر اس انداز سے کیا گیا ہے کہ اس کو پڑھنے کے بعد مشرقی اقوام کو رنجیدہ ہونے کی کافی وجہ پیدا ہو جاتی ہے اس مغربی احساس برتری کا دوسرا ثبوت یہ ہے کہ ترکی نے جرمنی سے سیاسی اور معاشی تعلقات منقطع کر کے اپنی غیر جانبدارانہ حیثیت ختم کر دی۔ اس واقعہ پر اظہار تشکر کے بجائے مسٹر چرچل فرماتے ہیں کہ اگر استنبول اور انقرہ کو بمبار اور مسمار کر دیا گیا تو وہ اس کے ذمہ دار ہوں گے۔ یہ بات اس وقت صحیح ہوتی جبکہ اتحادی اقوام اسلحہ اور حفاظت کے دیگر ضروری ساز و سامان سے ترکی کی کافی مدد کرتے اور ترکی اپنی نااہلیت کی وجہ سے اس امداد سے استفادہ نہ کرتا۔ واقعہ یہ ہے کہ ترکی کو جیسی چاہئے مدد نہیں دی گئی۔ اور اب جبکہ ترکی نے اتحادی مقاصد کے لئے ایک زبردست خطرہ قبول کر لیا ہے مسٹر چرچل کا یہ کہنا کہ ترکی شہر اگر تباہ ہوں تو اس کی ذمہ داری برطانیہ پر عائد نہ ہوگی اگر اتحادی تکلیف دہ نہ ہوتا تو یقیناً حیرت انگیز ہوتا۔ الغرض مشرقی اقوام سے متعلق مسٹر چرچل کا نقطۂ نظر اور ان کا سلوک دونوں اس امر کا پتہ دیتے ہیں کہ مسٹر چرچل کی قیادت میں اتحادی فاتحین کس رنگ ڈھنگ کیا ہوں گے۔ اس کی ایک اور مثال یہ ہے کہ سارے دنیا کے مسائل پر تبصرہ کرتے ہوئے مسٹر چرچل نے چین کے مصائب اور اس کی قربانیوں کا تذکرہ کرنا دار العوام کا وقت ضائع کرنے کے برابر سمجھا چنانچہ ساری تقریر میں چین کا کہیں ذکر نہیں۔ اس کے یہ معنے ہوئے کہ اتحادی اقوام کے مفاد کے لئے اگر کوئی مشرقی قوم اپنی قربانی بھی پیش کرے تو اس کا اعتراف تک غیر ضروری ہے۔

اس امر پر بحث کرتے ہوئے کہ نظام نو کی تشکیل میں ممالک ایشیا کی کوئی آواز نہ ہوگی روزنامہ "ہندو" مدراس صحیح طور پر تنبیہ کرتا ہے کہ:

"عجیب بات ہے کہ عالمی تحفظ کے نام سے قومی اقتدار کو محدود کرنے یا اس سے انکار کرنے کا مسئلہ صرف یورپ سے باہر پیدا ہو رہا ہے۔ جہاں تک یورپ کا تعلق ہے جارحانہ قومیت کو بطور ایک واقعہ کے تسلیم کیا جا رہا ہے۔ اور مسٹر چرچل کی طرح ڈی گال اس صورت حال سے حیران یا غیر مطمئن نظر نہیں آتے۔ برطانوی وزیر اعظم نے یہ اعلان کیا ہے کہ برطانیہ کا ایک اہم مفاد یہ ہے کہ فرانس اپنا پوزیشن یورپ اور دنیا کے دول عظمیٰ میں پھر سے حاصل کرے اور اس کو برقرار رکھے۔" اس میں شک نہیں کہ فرانس اپنی قدیم اہمیت پھر حاصل کر سکتا ہے بشرطیکہ اس کی نوآبادیات اس کو پھر مل جائیں خواہ ان نوآبادیات کے باشندوں کے جذبات کچھ ہی ہوں یعنی ایشیا کو جو یورپ کا ایک فطری اور ناقابل منتقلی ورثہ سمجھا جاتا ہے جنگ کے بعد یورپ کی تشکیل جدید میں کوئی آواز حاصل نہ ہوگی جہاں سے ہر جنگ شروع ہوتی ہے مسٹر چرچل کہتے ہیں کہ ان اہم یورپین مسائل کے تصفیہ میں سلطنت برطانیہ امریکہ، روس، اور فرانس کے نمائندوں کے ایک نمرہی اشتراک عمل کے متمنی ہوں؟"

یہ بات ذہن نشین رہے کہ اس میں چین یا ہندوستان کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اس سلسلہ میں سلطنت برطانیہ کا جو ذکر کیا گیا ہے اس کے معنے صرف برطانیہ اور خود مختار مستعمرات ہے۔ یہ کوئی حیرت کی بات نہیں کیونکہ عالمی نظام سے متعلق مسٹر چرچل کا تصور یورپ کے قدیم تصور اقتدار سے کسی طرح مختلف نہیں ہے۔"

ہندوستان سے متعلق امریکہ دن بدن تجارتی نقطۂ نظر اختیار کرتی جا رہی ہے۔ اخبار "ہندو" مدراس کی ایک حالیہ اشاعت میں واشنگٹن کی ایک خبر شائع ہوئی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امریکی سرمایہ دار اب بطور خاص ہندوستان کو تاک رہے ہیں۔ چنانچہ بلانٹ تا پلان کے ضمن میں لکھا گیا ہے کہ امریکی سرمایہ دار ان تجاویز کو روبہ عمل لانے کے لئے خفیف شرح سود پر قرضہ دینے آمادہ ہیں۔ یہ خبر بھی کہ بعض سرمایہ داروں نے مسٹر شری ڈی۔ شراف نمائندہ ہندوستان سے گفتگو بھی کی ہے۔ پس مسٹر وینڈل ولکی اور ہنری ویلس کے بیانات سے جو امید بندھی تھی اس کا سرسبز ہونا بظاہر ممکن نہیں۔

فتح کے بعد مجلس امن جامہ تشکیل پائے گی اس میں ہندوستان بھی ایک بڑے فاتح کی حیثیت سے کافی موثر آواز رکھنے کا مستحق ہے کیا امریکہ اور برطانیہ اس آواز کو جو ممکن ہے کہ ہندوستان کی تائید میں اٹھے موثر ہونے دیں گے! رہا چین۔ یہ بیچارہ اگر اپنی آپ ہی مدد کر سکے تو بڑی بات ہے۔ ہندوستان اس پریشان حال قوم سے مدد حاصل کرنے کی کیا توقع کر سکتا ہے!

یہ ہے وہ تصویر جو مسٹر چرچل کی تقریر اور دیگر اہم مضامین اور بیانات کے پڑھنے سے ذہن میں آتی ہے یہ واقعہ ہے کہ رجائیت کے لئے کوئی موقع و محل نہیں ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان حالات میں اہل ہند کا کیا فریضہ ہے۔ ہندوستان نے اتحادی اقوام کی جو مدد کی وہ بہت اچھا کیا۔ محوری اقوام کے مقابلہ میں اتحادی اقوام کی مدد کے بغیر کوئی چارہ ہی نہ تھا اگر ہندوستان آزاد بھی ہوتا تو یہی کرتا۔ فرق صرف یہ ہے کہ آزاد ہندوستان فتح کے ثمرات میں بھی اپنا حصہ حاصل کرتا جس سے اب وہ محروم ہو رہا ہے۔ کیا اس محرومی کو کامیابی سے بدلا جا سکتا ہے؟ یہی ایک سوال ہے جس پر آج اہل ہند غور کر رہے ہیں۔ اس کا ایک ہی جواب ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر گاندھی جی اور مسٹر جناح کوئی باہمی سمجھوتہ کر لیں ایسا سمجھوتہ جس میں ہندی ہندوستان کے لئے بھی ایک باعزت جگہ ہو اور دیگر عناصر کے لئے بھی ——— تو محرومی کا احتمال ایک بامراد مستقبل سے بدل سکتا ہے۔ اگر گاندھی جی اور مسٹر جناح کے مابین کوئی باعزت، قابل عمل اور مستقل سمجھوتہ ہو جائے تو اس کے فوراً بعد ان دونوں لیڈروں کو والیان ریاست سے بھی کوئی ایسا سمجھوتہ کرنا چاہئے جس میں ریاستوں کی اندرونی خود مختاری قائم رہے اور کل ہند مسائل میں انہیں ایک موثر آواز حاصل ہو۔

حالیہ پارلیمانی تقاریر اور ان کے ردعمل کے نتائج

...اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستان آئندہ سے جو ممالک ... ہندیا ہند کہلائے گا جس کے معنے ہوئے کہ ہندوستان میں ... سے زیادہ وہ آزاد ممالک ہوں گے۔

بفضل خدا مملکت آصفیہ اپنے رقبہ آبادی اور ... وسائل، اساسی حقوق کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ ایک آزاد ... ملک کی حیثیت سے قائم رہے۔ اگر حیدرآباد کو اس کے دیرینہ ... معاشی حقوق جو حکومت برطانیہ کی طرف سے ادا طلب ... حاصل ہو جائیں تو اہل حیدرآباد کی یہ تمنا کہ ممالک محروسہ ... وہ ایک آزاد ملک کی حیثیت سے برقرار رہے بآسانی پوری ہو سکتی ہے۔ حیدرآباد کے لئے سب سے بڑی ضرورت ایک ... بندرگاہ کی ہے۔ کرنل سلائے نے حال میں جو اسکیم مرتب کی ہے ... میں یہ خواہش کی گئی ہے کہ وہ بیجاپور کا بندرگاہ حیدرآباد کی ... بندرگاہ کی حیثیت دیدی جائے۔ اس کے علاوہ ... کے تجارتی معاہدہ پر اگر فریق ثانی عمل کرنا شروع کر دے تو ... ایک اہم معاشی مشکل کا حل نکل آئے گا۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ حیدرآباد اپنی ہمسایہ حکومتوں سے راست اور دوستانہ تعلقات قائم رکھے گا۔ بہ نظر کہ حیدرآباد کے سیاسی تعلقات ... ہمسایہ حکومت یا حکومتوں سے نہیں بلکہ ایک ایسی حکومت سے ہے جو چھ ہزار میل کے فاصلہ پر واقع ہے یہ واضح طور پر قابل فہم ہے۔

اب جبکہ ہندوستان کی سیاسی صورت حال ہم ... انقلابات اور تغیرات سے دوچار ہے اور جمود و حرکت ... ہو چکا ہے ہماری تمنا ہے کہ حکومت سرکار عالی اور ملک ... کے ارباب فکر گذارشات بالا کی روشنی میں حیدرآباد کے مستقبل کے متعلق غور و فکر شروع کر دیں۔ صحیح اسلوب پر غور و فکر اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ حیدرآباد کے ہندو اور مسلم قائدین اختلافی مسائل سے ہٹ کر ایک عظیم تر حیدرآباد کی تخلیق کا بیڑا اٹھائیں۔ ہم نے بارہا اس اہم ملکی ضرورت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ آج جبکہ گاندھی جی اور مسٹر جناح کی ملاقات ہندوستان کی امیدوں اور دعاؤں کے ساتھ عنقریب ہونے والی ہے ہم حیدرآباد کے ہندو قائدین سے پھر ایک مرتبہ پرزور اپیل کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں سے کوئی ایسا سمجھوتہ کریں جو ان کے لئے اطمینان بخش اور باعزت ہو۔ ہم اس کے قائل نہیں کہ گاندھی جی اور مسٹر جناح کی ملاقات کا انتظار کیا جائے۔ ... اچھے کام میں انتظار اور استخارہ کی ضرورت نہیں۔

سپرو و جناح گاندھی مفاہمت کے لئے کوشش کرینگے

حیدرآباد، ۲۱ شہریور۔ ڈاکٹر ... کی تیسری سالگرہ کے سلسلہ میں جو جلسہ عام پرسوں زیر صدارت ... منعقد ہوا تھا اس میں مسٹر میر اکبر علی خاں صاحب بیرسٹر صدر مجلس استقبالیہ نے اپنی افتتاحی تقریر میں سر تیج بہادر سپرو کی ایسی صورت بنی ہے کہ وہ کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ لیکن ہم کو انہیں تین حیثیتوں سے جاننا چاہئے۔ اول یہ کہ وہ دنیائے قانون میں ایک بلند ترین مقام رکھتے ہیں۔ دوم یہ کہ ہندوستانی ریاستوں اور اقتدار اعلیٰ کے معاہدات دستاویزات اور سندات کے قانونی پہلوؤں اور دیگر معاملات کو ان سے بہتر سمجھنے والا کوئی دوسرا قانون داں نہیں۔ سوم یہ کہ ان کو ایک عظیم المرتبت سیاسی مدبر کی حیثیت حاصل ہے جن کے دامن تدبر کے ساتھ ساتھ امپیریل کانفرنسوں اور ہندوستان کی آئینی اصلاحات کے مباحث رہے ہیں۔

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے مسٹر میر اکبر علی خاں صاحب نے کہا "میں نے خود دیکھا ہے کہ آزاد میں ان کا مکان ہمیشہ فرصت کے اوقات میں نہ صرف علمی اور سیاسی کا مرکز بنا رہا ہے بلکہ ہندو مسلم رفاقت کا ایک خوشگوار امتزاج پیش کرتا رہا ہے۔ اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ ہندو مسلم اتحاد کے وہ ہمیشہ حامی رہے ہیں۔ جب کبھی ہندوستان کے سیاسی سمندر میں کوئی طوفان اٹھا تو ان کی ذات گرامی ہمیشہ ہندوستان کی کشتی کو تباہ کن تھپیڑوں سے بچانے کے لئے ایک مضبوط لنگر کا کام دیتی رہی ہے۔ اس وقت جبکہ مسٹر جناح اور گاندھی جی کی فرقہ وارانہ گفتگو کا آغاز ہونے والا ہے اور سر تیج بہادر سپرو گاندھی جی سے ملنے والے ہیں میں باشندگان حیدرآباد کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہماری تمام نیک تمنائیں ان کے ساتھ ہیں اور ہماری دعا ہے کہ اس گفتگو کا سرانجام کامل مفاہمت کی صورت میں ظاہر ہو۔"

سر تیج بہادر سپرو نے اپنی افتتاحی تقریر میں مسٹر میر اکبر علی خاں صاحب کے خیالات کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ میں اس موضوع پر تفصیلات میں جانا پسند نہ کروں گا البتہ اس امر کا یقین دلا سکتا ہوں کہ میری تمام مساعی اس امر پر مرکوز رہیں گی کہ جناح گاندھی گفتگو ہندو مسلم مفاہمت کی صورت میں پایۂ تکمیل کو پہنچے۔

(یونائیٹڈ پریس)

گاندھی جی اور مسٹر جناح کی متوقع ملاقات سے متعلق برطانوی جرائد کے تاثرات

لندن، ۲۰ اگست۔ گاندھی جی اور مسٹر جناح کی متوقع ملاقات کو عام طور پر ہندوستان کے حالات میں سب سے اہم پیش خیال کیا جا رہا ہے اور ہفتہ وار اخبارات نے اپنی آج کی اشاعت میں اس پر بحث کی ہے۔

نیو اسٹیٹسمین کی رائے

اخبار نیو اسٹیٹسمین کی رائے میں اس متوقع گفت و شنید کا مطلب یہ ہے کہ ہندوستان کی رائے عامہ نے ایک چھوٹی سی کامیابی حاصل کر لی ہے۔ مسٹر جناح برسوں کی علی الاعلان مخالفت کے بعد مسٹر گاندھی سے ملنے پر راضی ہو گئے ہیں۔ تاہم انہوں نے جس طرح میں مہاتما کی پیشکش کو منظور کیا ہے اسے دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ اس کی پیشانی اور بے اعتمادی کو کم کرنے کے لئے دوستی یا ہمدردی کا ایک لفظ بھی نہیں کہا گیا ہے۔ اگر اس ملاقات کا کوئی نتیجہ نکلتا ہے تو فراخدلی اور فیاضی تمام تر مسٹر گاندھی کو دکھانا ہوگی۔ ہمیں اس سے کوئی پائیدار توقعات نہیں کرنا چاہئے اور جو غلط فہمیاں ہوئی ہیں ان سے آگاہ رہنا چاہئے۔ مسٹر گاندھی نے مسلمانوں کی کامل آزادی یا اس سے متعلق مباحث کو قبول نہیں کیا ہے بلکہ جو بات انہوں نے قبول کی ہے وہ صرف یہ ہے مسلمان صوبے اپنی قسمت کا فیصلہ آزاد عام ووٹ کے بعد کر سکتے ہیں۔ لیکن ہماری طرح خود مسٹر گاندھی کو بھی شک ہوگا کہ کیا واقعی ان میں کے چند مسلمان صوبے حقیقت میں علیحدگی کو پسند بھی کرتے ہیں یا نہیں۔ مستقبل اسی وقت خوش آئند نظر آئے گا جبکہ ہندوستانیوں کو اس کے ساتھ ساتھ دوسرے بڑے معاملات میں آپ اپنی قسمت کا فیصلہ کرنے کی اجازت دیدی جائے۔

اخبار نیو اسٹیٹسمین نے مسٹر ایمری کی تقریر پر اور زیادہ نکتہ چینی کرتے ہوئے اظہار خیال کیا کہ اس کا خاص اثر صرف یہ ہوا کہ "ان توقعات کو بالکل ختم کر دینا چاہئے کہ مسٹر چرچل کی حکومت کسی تصفیہ کی پالیسی کو روبعمل لائے گی۔ کرپس سے گفت و شنید کے دوران میں جب کہ لارڈ لن لتھگو نے پنڈت نہرو اور مولانا آزاد سے ملنے سے انکار کر دیا تھا اس نے اس گفت و شنید کی ناکامی میں اور مدد کی اور اب اس نازک موقع پر لارڈ ویول بھی دور کھڑے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں۔"

اخبار اکنامسٹ کے تاثرات

گاندھی جناح کی ملاقات کو ایک قدم آگے کی طرف تسلیم کرتے ہوئے اخبار اکنامسٹ یہ خیال بھی ظاہر کرتا ہے کہ کانگریس اور لیگ کے سمجھوتہ کے امکانات بہت موہوم ہیں اور آگے چل کر کہتا ہے کہ:

"مسٹر گاندھی پہلی سانس میں تو پاکستان یا مسلمان صوبوں کی علیحدہ آزاد حکومت کو قبول کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اور دوسری سانس میں وہ اس کی مخالفت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں جیسا کہ وہ ہمیشہ کرتے چلے آئے ہیں۔ مسٹر جناح نے بھی اپنے حقیقی ارادوں کی طرف بہت ہی کم اشارہ کیا ہے لیکن پھر بھی اس غیر یقینی منظر کے لئے خوش آئند قرائن موجود ہیں۔ اس بات میں بہت کم شبہ ہے کہ یہ دونوں لیڈر ... رہے ہیں ... اس میں اپنی بہتر ... سے محروم نہ ہو جائیں۔"

حیدرآباد کے معدنی وسائل

دورِ جدید کے علاوہ فروغِ صنعتی ترقی میں لوہا اور کوئلہ غیرمعمولی اہمیت کے حامل ہیں اور صنعتی اغراض کے لئے ان کی قدر ہونے سے کم نہیں کیونکہ کسی ملک کی صنعتی ترقی ان اشیاء کی قسم اور مقدار پر منحصر ہوتی ہے۔

ایک زمانہ میں حیدرآباد ایک خاص قسم کے خام لوہے کی موجودگی اور لوہا صاف کرنے کے فن کے لئے بہت مشہور تھا۔ چنانچہ جب ارضیاتی تحقیقات سے معلوم ہوا کہ جدید صنعتی اغراض کے لئے ہماری لوہے کی پیداوار ناکافی ہے تو سب کو بہت حیرت ہوئی۔ کوئلہ کی حد تک خوش قسمتی سے حالات زیادہ بہتر ہیں اور حکومت سرکار عالی کی انتہائی کوشش یہ ہے کہ قدرتی معدنوں پر قابو حاصل کر لیا جائے اور ممالک محروسہ کی صنعتی ترقی متاثر نہ ہونے پائے۔ اگرچہ کہ حالات ہمارے موافق نہیں تاہم مشکلات رفع کرنے کی پوری کوشش جاری ہے تاکہ صنعتی ترقی کی رفتار زیادہ تیز ہو سکے۔

قدیم تاریخ

ممالک محروسہ کے مختلف حصوں میں خام لوہا صاف کرنے کے پرانے آثار برآمد ہوئے ہیں۔ ان ہی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آخر حجری دور میں بھی دکن کے باشندے لوہا صاف کرنے کے فن سے واقف تھے۔ نرمل ضلع عادل آباد اور دوسرے مقامات کے خام لوہے سے تیار کردہ فولاد قدیم زمانے میں بھی دوسرے ممالک کو بھیجی جاتی تھی۔ چنانچہ یہ بیان ہے کہ دمشق کی مشہور و معروف تلواروں کے لئے جو فولاد استعمال کی جاتی تھی وہ ایرانی تاجر دکن کے ایک مقام کونا سمندرم سے لے جاتے تھے اور یہ فولاد تمام دنیا میں مشہور تھی۔ قدیم زمانہ میں ہمارا ملک دھاتیں صاف کرنے کے فن میں بہت ماہر تھا۔ اور یہ خیال تھا کہ یہاں نہایت اعلیٰ قسم کا لوہا نکلتا ہے۔ لیکن اب یہ پتہ چلا ہے کہ درحقیقت قدیم زمانہ میں ہندوستانی فولاد کسی خاص قسم کے لوہے سے تیار نہ ہوتی تھی بلکہ اس کی خوبی کا سبب صرف یہ تھا کہ اس کی تیاری کے لئے جو طریقے اختیار کئے جاتے تھے ان سے دوسری قومیں ناواقف تھیں۔ کونا سمندرم کی مشہور و معروف فولاد کے لئے ضلع نظام آباد کے ایک مقام ہاڑسے پلی کا خام لوہا استعمال کیا جاتا تھا۔

خام لوہے کے ذخیرے

ضلع عادل آباد کے تعلقہ جات نرمل، منگرول اور خانپور، لکشمی چیٹیو، چنور اور سرپور، ضلع نظام آباد کے تعلقہ جات آرمور، کاماریڈی اور بانسواڑہ کی جاگیر، ضلع ملکاپور کے تعلقہ سنگی اور ضلع کریم نگر کے تعلقہ جات پرکال، جگتیال اور سرسلہ میں خام لوہے کے ذخائر پائے جاتے ہیں۔

تحقیقی کام

[illegible] میں خام لوہے کی موجودگی کے بارہ میں تحقیق کا کام شروع کیا گیا۔ اضلاع عادل آباد اور نظام آباد اور مختلف علاقوں میں یہ کام خاص طور سے انجام دیا گیا تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ ممالک محروسہ میں لوہے اور فولاد کی صنعت جاری کرنے کے لئے خام پیداوار کس قدر دستیاب ہو سکتی ہے۔ چنانچہ حیدرآباد کنسٹرکشن کمپنی کو تعلقہ جگتیال (ضلع کریم نگر) اور چندور (ورنگل) میں لوہا تلاش کرنے کا اجازت نامہ عطا کیا گیا ہے۔

مشکلات پر قابو

ممالک محروسہ میں لوہے اور فولاد کی صنعت کو ترقی دینے میں متعدد مشکلات درپیش ہیں جن میں سے ایک اہم مشکل یہ ہے کہ حیدرآباد میں پتھر کا کوئلہ نہیں پایا جاتا اور اس کے جنگلات بھی لکڑی کا کوئلہ فراہم کرنے کے لئے ناکافی ہیں۔ اس کے علاوہ خام لوہے کی مقدار بھی کم ہے۔ اس کو صاف کرنا بہت دشوار ہے اور ممالک محروسہ کے کسی حصہ میں بھی یہ بڑی مقدار میں موجود نہیں۔ تاہم حکومت سرکار عالی ان مشکلات پر قابو پانے کی کوشش کر رہی ہے۔ چنانچہ اب یہ تجویز زیرغور ہے کہ لوہا پگھلانے کے لئے پتھر کے کوئلے کے بجائے برقابی قوت استعمال کی جائے۔ ممالک محروسہ میں آہنی صنعت کے قیام کے متعلق ماہرین کی یہ رائے ہے کہ یہاں یہ صنعت چھوٹے پیمانہ پر قائم ہو سکتی ہے اور جدید معاشیات میں لوہے کی اہمیت کے مدنظر اس ضمن میں عملی تدابیر اختیار کرنا لازمی ہے۔

کوئلہ

ممالک محروسہ میں کوئلہ نکالنے کا کام [illegible] میں شروع ہوا جبکہ حیدرآباد کمپنی نے سنگاریڈی میں کوئلہ نکالنا شروع کیا۔ حاصل کردہ کوئلہ کی مقدار میں بتدریج اضافہ ہوتا گیا اور ۱۹۲۰ء میں سنگاریڈی کالریز کمپنی لمیٹڈ نامی ایک ہندوستانی کمپنی نے جو حیدرآباد میں رجسٹری شدہ تھی حیدرآباد کمپنی سے کوئلہ کی کانیں خرید لیں اور اس کام کو بہت ترقی دی۔

سنگاریڈی کے معادن

سنگاریڈی ہندوستان میں کوئلہ نکالنے کے اہم ترین مرکزوں میں شامل ہے۔ کوئلہ کی یہ کان تعلقہ چینور ضلع ورنگل میں واقع ہے جسے ایک ۱۰ میل طویل لائن کے ذریعہ سرکاری ریلوے اسٹیشن ڈورنکل سے مربوط کر دیا گیا ہے۔

کوئلہ کی یہ کان ڈاکٹر کنگ نے [illegible] میں دریافت کی تھی اور سب سے بڑی کان انہیں کے نام سے موسوم ہے۔ جس حصہ میں کوئلہ موجود ہے وہ زیادہ سے زیادہ ۱۰ میل لمبا چوڑا ہے۔ فی الوقت صرف ایک کھدان سے کوئلہ نکالا جا رہا ہے جس میں اوسطاً دبازت ۹ فٹ ہے۔ اس کھدان سے بہترین قسم کا دخانی کوئلہ نکلتا ہے جو ریلوں اور کارخانوں کے لئے بکثرت استعمال کیا جاتا ہے۔

پہلے آٹھ کھدانوں میں کام جاری تھا اور اوسطاً روزانہ ۱۲۰۰ ٹن کوئلہ نکالا جاتا تھا۔ کوئلہ نکالنے کے لئے بہترین قسم کی مشینیں استعمال کی گئیں۔ سنگاریڈی کی کانوں سے تقریباً [illegible] ایک ٹن کے برابر کوئلہ نکالا جاتا تھا اور [illegible] ملین ٹن سے زیادہ کوئلہ حاصل کیا گیا۔

کوٹھاگوڑم کے معادن

سنگاریڈی کی کانوں میں کوئلہ ختم ہو جانے کے باعث [illegible] میں کوٹھاگوڑم میں کوئلہ نکالنے کا کام شروع کیا گیا اور اب یہ ممالک محروسہ میں کوئلہ کا ایک اہم مرکز بن گیا ہے۔ اس کان کو ۲۰ میل طویل ریلوے لائن کے ذریعہ بلی وائی اسٹیشن سے مربوط کر دیا گیا ہے جو ڈورنکل سے [illegible] جانے والی لائن پر واقع ہے۔ سنگاریڈی کالریز کمپنی لمیٹڈ [illegible] کے علاوہ تانڈور، سکنالا اور کوٹھاگوڑم کی کانوں سے بھی کوئلہ نکالتی ہے اور سستی کی کان سے کوئلہ نکالنے کا کام مسٹر شرما، مسٹر دنگا اور مسٹر ایم۔ بی۔ دادا بھائی کی شرکت میں جاری ہے۔

کوئلہ کی ان کانوں کے علاوہ مسٹر فضل بھائی کریم بھائی نے دریائے گوداوری کے جنوب میں چنگاڈوں کی ایک کان بھی دریافت کی ہے جہاں ۲۰ ملین کوئلہ نکلنے کا تخمینہ کیا گیا ہے۔ سلطان آباد ضلع کریم نگر میں گوداوری کے جنوب میں کوئلہ تلاش کرنے کا اجازت نامہ اور کان کنی کا پٹہ پہلے مسٹر فضل بھائی کریم بھائی کو عطا کیا گیا تھا جو بعد کو سنگاریڈی کالریز کمپنی لمیٹڈ کو منتقل کر دیا گیا۔

کوئلہ سے متعلق مختلف امور کے بارے میں تحقیقی کام بھی جاری ہے تاکہ خام پیداوار کفایت سے استعمال کی جائے اور امن و جنگ دونوں حالتوں میں امداد ملے۔

موتمر اتحاد عرب

قاہرہ ۱۰ اگست۔ نحاس پاشا وزیراعظم مصر نے موتمر اتحاد عرب کی مجلس ابتدائی کے اجلاس میں مندوبین روانہ کرنے کے لئے جو دعوت دی تھی اس کو تقریباً تمام عرب ممالک نے قبول کر لیا ہے۔ توقع ہے کہ مجلس کا اجلاس عنقریب یہاں منعقد ہوگا۔

سلطان ابن سعود کے پرائیوٹ سکریٹری شیخ یوسف یسین مصر وارد ہوئے اور نحاس پاشا سے سکندریہ میں ملاقات کی۔ معلوم ہوا ہے کہ شوریٰ عربیہ نے مجوزہ موتمر کے اصل اغراض و مقاصد کی نسبت بعض معلومات کی خواہش کی ہے۔ شیخ یسین نے جن تیقنات حاصل کرے ہیں ان کا ابھی تک اظہار نہیں کیا گیا۔ وہ حجاز واپس جا رہے ہیں۔

اس اثناء میں اتحاد عرب کے قائدین کے ایک ممتاز گروہ کا لبنان کی ایک مشہور گرمائی تفریح گاہ میں اجتماع ہوا جس میں مسئلہ عرب پر بحث ہوئی۔ شرکاء میں وزیراعظم شام سعد اللہ جابری بیک اور ان کے وزیر خارجہ جمیل مردم بیک، وزیراعظم لبنان ریاض الصلح، وزیراعظم عراق [illegible] اور عراق کے سابق وزیراعظم اور اتحاد عرب کے نہایت ممتاز حامی نوری سعید پاشا شامل ہیں۔ (رائٹر)

"کانگریس لیگ سمجھوتہ ہو کر رہے گا"

لیگ کونسل میں مسٹر جناح کی حوصلہ افزا تقریر

لاہور، بذریعہ تار، ۲۰ اگست

"گاندھی جی کے بیانات کے جواب میں مسلم لیگ نے بہت بڑا قدم اٹھایا ہے۔ آل انڈیا لیگ کونسل کے اجلاس میں یہ بات اچھی طرح واضح ہو گئی ہے کہ مسلمانان ہند کی دلی تمنا ہے کہ کانگریس کے ساتھ سمجھوتہ اور اتحاد کی پوری کوشش کی جائے اور یہ کوشش اس وقت تک جاری رہے جب تک کہ پاکستان اور ہندوستان کی آزادی حاصل نہ ہو جائے۔

لیگ کونسل کے اجلاس میں اعتماد اور امید کی جو فضا میں نے اس میں دیکھی اور لوگوں میں کانگریس سے میل جول بڑھانے کی جو خواہش لوگوں میں پائی اس کی مثال لیگ کے کسی سالانہ اجلاس میں بھی نہیں ملتی۔ میں نے لیگ ورکنگ کمیٹی کے اجلاس سے ایک دن پہلے ورکنگ کمیٹی کے کئی ممتاز ارکان سے ملاقات کی۔ گو وہ لوگ اس طرز عمل پر سخت خفا تھے جو گاندھی جی نے مسٹر جناح سے خط و کتابت کے سلسلہ میں اختیار کیا لیکن وہ مانتے تھے کہ گاندھی جی کی پیش کش گفت و شنید کی اچھی بنیاد بن سکتی ہے۔ کیونکہ اس میں مسلمانوں کا یہ حق مان لیا گیا ہے کہ وہ اپنی اکثریت کے علاقوں میں بالکل خود مختار ہوں گے۔ ایک لیڈر نے تو یہاں تک آمادگی ظاہر کی کہ میری ذاتی رائے تو یہ ہے کہ ہمیں اس تجویز کو گاندھی جی سے گفت و شنید کرنی چاہئے۔"

دوسرے دن لیگ ورکنگ کمیٹی کے اجلاس سے پہلے خبر شائع ہو گئی کہ گاندھی جی نے مسٹر جناح کو خط لکھا ہے اور ہر شخص محسوس کرنے لگا تھا کہ اب یہ دونوں رہنما ایک جگہ بیٹھ کر مسائل کا تصفیہ کر سکتے ہیں۔ اب ہر شخص یہ جاننے کا خواہشمند تھا کہ صدر [illegible] لیگ ورکنگ کمیٹی کو کیا مشورہ دیا ہے اور کیا فیصلے کئے جا رہے ہیں۔

لیگ ورکنگ کمیٹی کا رجحان

دوپہر کے کھانے کے لئے اور پھر شام کو جب اجلاس برخاست ہوا تو مختلف لوگوں نے ورکنگ کمیٹی کے ممبروں سے گفتگو کی۔ ان کی گفتگو سے پتہ چلتا تھا کہ پوری ورکنگ کمیٹی سمجھوتہ کے حق میں ہے۔ اور خود مسٹر جناح نے ان لوگوں کو جو گاندھی جی کے فارمولے کی اہمیت کو گھٹانا چاہتے تھے چنانچہ [illegible] نے اپنے رفقاء کو سخت وارننگ اور تنبیہ کی۔ [illegible] صاحب نے نواب محمد اسمعیل خان سے جو مجلس عمل [illegible] میں اجلاس کے بعد ملاقات کی تو انہوں نے فرمایا کہ "کانگریس لیگ اتحاد چند دنوں کی بات ہے۔"

۲۰ جولائی کو مسلم لیگ کونسل کا اجلاس برکت علی ہال میں ہوا جو کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ کونسل کے تقریباً ایک سو کچھ ممبر ملک کے مختلف حصوں سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ مسٹر جناح نے اب کی اپنی تقریر لکھ لی تھی اور وہ اسے پڑھ کر سنا رہے تھے۔ ان کی تقریر کے ابتدائی حصے تو سب ہی جلسے کی خوش گوار فضا سے بالکل میل نہیں کھاتا تھا۔ غالباً آگے چل کر خود مسٹر جناح نے بھی اس بے جوڑپن کو محسوس کر لیا۔ چنانچہ انہوں نے معذرت کے انداز میں فرمایا کہ اگر میرے خیالات سے جو میں نے اپنی ناراضی اور صاف گوئی سے محض اپنے بچاؤ کی خاطر ظاہر کئے تھے کسی شخص کے جذبات کو مجروح کیا ہے تو مجھے اس کا افسوس ہے۔ جس وقت مسٹر جناح نے فرمایا کہ جب تک ہندو اور مسلمان متحد نہ ہو جائیں قومی حکومت کا کوئی امکان پیدا نہیں ہوتا صرف ایک متحدہ محاذ کے ذریعے ہم برطانوی [illegible] سے کچھ خلاصی حاصل کر سکتے ہیں اور آزاد ہو سکتے ہیں، تو ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔

اختتام پر جب انہوں نے سمجھوتہ کی امید ظاہر کی اور گاندھی جی کا خط اور اپنا جواب پڑھ کر سنایا اور کونسل سے درخواست کی کہ وہ انہیں گاندھی جی سے گفت و شنید کرنے کا اختیار دے تو لوگوں نے اطمینان کا سانس لیا۔ آخر میں مسٹر جناح نے فرمایا کہ "آپ لوگ میری کامیابی کی دعا کیجئے۔ اگر خدا نے چاہا تو باعزت سمجھوتہ ہو کر رہے گا"۔ اس جملے پر تو سارا ہال تالیوں اور نعروں سے گونجنے لگا۔

غیر ضروری تلخی

ہال سے نکلتے ہوئے میری ملاقات مولوی ابوالہاشم بنگال صوبائی مسلم لیگ کے سیکرٹری سے ہو گئی۔ میں نے پوچھا کہ جناح صاحب کی تقریر کیسی رہی؟ انہوں نے کہا ابتدائی حصے کی تلخی اور تیزی غیر ضروری تھی۔

بہرحال سب سے مزے کی بات تو یہ ہے کہ [illegible] ایک دوسرے سے مل گئے۔ اکثر دوسرے لیگی رہنماؤں نے بھی مسٹر جناح کی تقریر کے ابتدائی حصے پر افسوس کا اظہار کیا۔ لیکن انہوں نے کہا کہ ہندو پریس میں مسٹر جناح پر جو گالیاں پڑیں، ان سے مسٹر جناح کا مشتعل ہونا قدرتی امر ہے۔

سردار اورنگ زیب خاں صوبہ سرحد کے لیگی وزیر اعظم نے چند دن ہوئے راجہ جی اور گاندھی جی کی پیش کش پر بہت سخت اعتراضات کئے تھے۔ لیکن آج ان پر [illegible] کا اعلان کرنا پڑا [illegible] فرمانے لگے کہ "مجھے امید ہے کہ گاندھی جناح ملاقات کے نتائج بہت اطمینان بخش ہوں گے۔" اور سردار عبدالرب نشتر وزیر صوبہ سرحد نے کہا کہ کانگریس لیگ سمجھوتے کے امکانات اس سے پہلے کبھی اتنے قوی نہ تھے۔ یہ دونوں حضرات لیگ ورکنگ کمیٹی کے رکن ہیں۔ کونسل کے ممبروں کا عام رجحان بھی یہی ہے۔

جہاں تک مسلم لیگی رائے عامہ کا سوال ہے وہ تو لیگ اور قائد اعظم سے توقع کرتی ہے کہ وہ گاندھی جی کی دوستانہ فراخدلی کا خیر مقدم کریں گے۔ اور موجودہ سیاسی جمود کو ختم کرنے کی سعی کریں گے۔

مسٹر ناظم الدین، مولانا ابوالہاشم اور اصفہانی (بنگال)، شوکت حیات خاں، ممتاز دولتانہ اور میاں بشیر احمد (پنجاب)، نواب اسمعیل خاں اور مسٹر رضوان اللہ (یو۔پی) اور دوسرے صوبوں کے تمام لیگی رہنما سمجھوتے کے حق میں ہیں اور ان کی دلی خواہش ہے کہ مسٹر جناح کانگریس لیگ اتحاد کی جان توڑ کوشش کریں۔"

(نامہ نگار، قومی جنگ)

حیدر آباد کے علمی مشاغل

سر تیج بہادر سپرو کے تاثرات

حیدر آباد، [illegible] آنریبل سر تیج بہادر سپرو نے حیدر آباد سے [illegible] کے لئے روانہ ہونے سے پہلے حسب ذیل ارتسامات کا اظہار کیا۔

"میں حیدر آباد کے علمی ذوق سے بہت متاثر ہو کر جا رہا ہوں۔ درحقیقت یہ ایک بہت بڑا مرکز ادب کا ہو گیا ہے اور جہاں تک میں خیال کرتا ہوں حیدر آباد کے علمی مشاغل [illegible] خصوصاً جہاں اردو بولی اور پڑھی جاتی ہے بہت جلد نمایاں ہو گئے۔ میں نے یہاں اپنی تقریر میں اقبال اور ٹیگور کی نسبت مختصر طور پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے لیکن جس بات سے میری طبیعت پر اثر پڑا وہ یہ ہے کہ یہاں ادبی معاملات میں تنگ نظری سے کام نہیں لیا جاتا۔ چنانچہ یہ دیکھ کر مجھے [illegible] ہندو نوجوان اور مسلمان بھی [illegible] بڑی دلچسپی [illegible] ہوئی اور میری دانست میں اس قسم کی وسعت خیالی ہی [illegible] جس کی [illegible] ہندوستان کو ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ ترقی زیر سایہ عاطفت اعلیٰ حضرت نظام الملک ہو رہی ہے بالخصوصیت اس [illegible] کی [illegible] رہی ہے [illegible] اس طریقے کے اوپر آج کل بھی اعلیٰ حضرت کے دور [illegible] ہو رہا ہے۔ میں امید کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ حیدر آباد کی ترقی ہر شعبہ اور فنون میں دن دونی رات چوگنی ہو۔

[illegible] نواب [illegible] جنگ بہادر اور نواب [illegible] جنگ بہادر اور [illegible] ادب کی جو خدمت انجام دے رہے ہیں

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

برائے تنقید

یہ شکایت بہت عام ہو گئی ہے کہ جن ملازمین سے متعلق بد اعمالی کا گمان غالب خود سرکاری حلقوں میں موجود ہوتا ہے وہ بھی ایک عہدے سے دوسرے عہدے پر منتقل ہو کر یا تنخواہ اور گریڈ کا تھوڑا سا نقصان اٹھا کر صحیح سلامت اور بعافیت باشندوں کے نرغے سے بال بال بچ جاتے ہیں ——— جان بچی لاکھوں پائے!

(پیام)

مسٹر اکبر علی خاں کی موجودہ روز افزوں پبلک سرگرمی کے متعلق غیر ذمہ دار حلقوں میں استفسار کرنے پر معلوم ہوا کہ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ موصوف آئندہ سال صدارت مجلس اتحاد المسلمین کے لئے امیدوار بن کر کھڑے ہونے والے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(ترجمان ملت)

پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں مولوی اکبر علی خاں صاحب مجلس اتحاد المسلمین کی صدارت قبول کرنے تیار نہیں ہیں۔ البتہ قائد ملت کی زندگی ہی میں ان کے اس اعلان کے بعد کہ وہ آئندہ سال صدارت کے امیدوار نہیں ہوں گے ہم نے یہ رائے دی تھی کہ نواب اکبر یار جنگ بہادر مولوی عبدالباسط خاں صاحب یا مولوی سید عارف الدین صاحب کو اس عہدے پر منتخب کیا جائے اب بعض ذمہ دار حلقوں سے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اول الذکر دو اصحاب اس ذمہ داری کو قبول کرنے تیار نہیں ہیں۔

مولوی سید عارف الدین صاحب کا جب ذکر آ ہی گیا ہے تو ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا "ترجمان ملت" کی پالیسی میں صاحب موصوف کا کوئی دخل ہے یا نہیں۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ایسا ہے۔ اگر ایسا ہے تو "ترجمان ملت" کے کالموں میں بعض وقت جو بچکانی حرکتیں کی جاتی ہیں کہیں ان کا اثر ہمیں اندیشہ ہے کہ مولوی سید عارف الدین صاحب پر نہ پڑے۔

"تلاش شباب" کے لئے "ترجمان ملت" نے سوال ایک صفحہ وقف کر دیا ہے۔ یہ ایک اشتہار ہے جو اداۂ شہر یارڈ کو ترجمان ملت نے شائع کیا ہے۔

ملت کا مستقبل نوجوانوں کے ہاتھ ہے انھیں تلاش شباب کی ضرورت نہیں۔ "ترجمان ملت" کہیں ملت کے نوجوان کی صلاحیتوں پر حملہ کرنے کی کوشش تو نہیں کر رہا ہے!

آل انڈیا اردو صحافتی کانفرنس منعقدہ ٹاؤن ہال میں جب یہ قرار داد منظور کی گئی کہ فحش اشتہارات شائع نہ کئے جائیں تو جہاں تک ہمیں یاد پڑتا ہے مدیر ترجمان ملت نے اس قرار داد کی مخالفت نہیں کی تھی۔ قرار داد اپنی جگہ قائم ہے اور اشتہارات اپنی جگہ!

اینگلو انڈین فرقہ کے لیڈر مسٹر فرانک انتھونی نے ہندوستان بھر کی اینگلو انڈین لڑکیوں کو متنبہ کیا ہے کہ وہ امریکیوں سے دور رہیں۔ (ایک خبر)

بات یہ ہے کہ امریکی حکومت نے اپنے شہریوں اور سپاہیوں کو اینگلو انڈین لڑکیوں سے شادی کرنے سے منع کر دیا ہے۔ اس کے برخلاف برطانوی حکومت نے ایسی کوئی تنگ نظری نہیں دکھائی۔ اس کے باوجود لڑکیوں کے مسئلہ میں امریکی اور برطانوی سپاہیوں کے درمیان بعض دفعہ دوستانہ مقابلہ بازی کیوں ہوتی ہوگی!

استحادی فتح دراصل امریکیوں کی فتح ہے

(شکاگو ٹری بیون)

تیاری اس سے قبل ہی کیا ایک دوسری جنگ کی بنا پڑنے والی ہے!

شاہراہ عام پر بول و براز کرنے کے خلاف کلکتہ میں جو ایک مہم شروع کی ہے جمعیۃ ملت نے بطور خاص نگرانی کرنے اور چالانی کارروائی کرنے کے لئے ایک عملہ مقرر کیا ہے۔ توقع کی جاتی ہے کہ چند ماہ کے اندر پبلک کی اس مجیث عادت کا انسداد ہو جائے گا۔ (ایک خبر)

یہ خبر شمالی ہند کے ایک شہر سے آئی ہے۔

حیدرآباد میں ایسی مہم کی قطعاً ضرورت نہیں کیونکہ یہاں کی پبلک اور جمعیۃ ملت اپنی دیرینہ روایات کو بہرصورت محفوظ رکھنے پر مصر ہیں۔

ایک کلب کی گفتگو

"چند دنوں سے دیکھا جا رہا ہے کہ عابد روڈ اور بشیر باغ روڈ پر جو برقی ستون سڑک کے درمیان نصب تھے ان کو علحدہ کر کے فٹ پاتھ پر نصب کیا جا رہا ہے جس پر پچیس ہزار روپے صرف ہو رہے ہیں تاکہ سڑک کشادہ ہو جائے اور حادثات نہ ہوں۔ جس وقت انہی برقی ستونوں کو فٹ پاتھ سے نکال کر بیچ سڑک پر نصب کیا جا رہا تھا تب بھی پچیس ہزار روپے صرف ہوئے۔ اور یہ کہا جاتا تھا کہ ٹرافک کنٹرول کرنے اور حادثات کو روکنے کے لئے اس کی ضرورت ہے۔ یعنی صرف آرائش بلدہ پیش نظر ہوا تھا اور اب محکمہ کو ہوش آیا۔"

"ایک مشغلہ دلچسپ ہے بیکاروں کا"

گاندھی جی نے مشورہ کی خاطر ہندوستان کے چند مشاہیر کو طلب کیا ہے جن میں سر تیج بہادر سپرو بھی ہیں۔ توقع کی جاتی ہے کہ گاندھی جناح ملاقات میں مزید مفاہمت ہو جائے گی۔

(ایک معاصر)

ضرورت ہے کہ حیدرآباد سے چند سرگرم لیڈر حضرات تشریف لے جائیں اور گاندھی جی کو مفاہمت توڑنے کے ہتھکنڈوں سے واقف کرائیں۔ کیونکہ یہی تو دراصل ان کا شیوہ ہے!

کلکتہ کی اطلاع ہے کہ:۔

پبلک کی سہولت کے لئے سرکاری طور پر "میری دوکان" کے نام سے ایک کتاب شائع کی گئی ہے جس میں تفصیل سے کنٹرول شدہ اشیاء کی قیمتیں درج ہیں اور کنٹرول اور راشننگ سے متعلق بھی ضروری احکام شامل ہیں اس کتاب کی قیمت دو آنے ہے۔

حیدرآباد میں ایسی کتاب اس لئے شائع نہیں کی گئی کہ ایک تو یہاں کی زندگی بے انتہا مختلف ہے اور دوسرے اس امر کا یقین نہیں کہ مقررہ قیمتیں کب تبدیل ہوتی ہیں۔

چاول کی قیمت میں اضافہ پر اعتراض کرتے ہوئے معاصر "رعیت" لکھتا ہے کہ:۔

"آخر ان اضافہ کردہ قیمتوں کے مستحق کون ہوں گے؟ اگر یہ اضافہ شدہ قیمتیں کاشتکاروں کی جیب میں جائیں تو یقیناً یہ امر موجب طمانیت ہو سکتا ہے جو ان کے حق میں اور بھی قیاس اس وقت درست ہوتا جبکہ دروضیل کے زمانہ میں قیمتوں میں اضافہ کیا جاتا۔"

یہ سمجھے کہ نہ سمجھانے کا

اُردو اصطلاحات کی اشاعت

معاصر "مشیر دکن" کا تبصرہ

معاصر محترم "مملکت" نے اپنی تازہ ترین اشاعت میں ارباب عثمانیہ یونیورسٹی کی توجہ اشاعت اصطلاحات اردو کی جانب بجا طور پر مبذول کرائی ہے۔ ہمارے نزدیک یہ مسئلہ اس لائق ہے کہ اس طرف وائس چانسلر صاحب جلد توجہ فرمائیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ اب سے انیس سال قبل اصطلاحات اردو کا ایک مجموعہ شائع ہوا تھا جس میں مجلس وضع اصطلاحات کے قیام سے ۱۳۳۵ف تک جو اصطلاحیں وضع ہوئی تھیں ان کو مسٹر جاگنی پرشاد نے جو دار الترجمہ میں کام کرتے تھے مجلس کے روداوں سے چن کر ابجدی ترتیب میں ایک کتاب کی شکل میں شائع کیا تھا۔ اس قسم کا پہلا مجموعہ "مجموعہ اصطلاحات" کے نام سے دار الترجمہ کی جانب سے شائع کر دیا گیا تھا مگر اس کے بعد مجلس وضع اصطلاحات نے اس امر میں جو خدمات انجام دی ہیں ان کی اشاعت نہیں ہوئی البتہ کیفیت ظاہر ہوئی کہ ۱۰۰۰۰ ہزار اصطلاحات اب تک وضع ہوئی ہیں۔ ایسی حالت میں یہ بات عجیب سی معلوم ہوتی ہے کہ ایسے بیش بہا ذخیرہ اصطلاحات کی اشاعت کو دار الترجمہ یا عثمانیہ یونیورسٹی نے کیوں ناپسند فرمایا یا کیوں اس کی ضرورت محسوس نہیں فرمائی گئی۔

وضع اصطلاحات کا کام جس قدر ضروری ہے اور اس کی اشاعت کا کام بھی اسی قدر لازمی ہے اصطلاحات کی اشاعت کے بغیر ان کو رواج نہیں ہو سکتا بلکہ اشاعت کے بعد بھی جدید اصطلاحات کے عام ہو جانے کے لئے ایک عرصہ درکار ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کی دوسری علمی زبانوں میں جو کوششیں وضع اصطلاحات کی ہوئی ہیں ان کی فوری اشاعت عمل میں لائی گئی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طرف عوام نے ان کا استفادہ کرنا شروع کیا تو دوسری طرف الفاظ کی موزونیت سے متعلق تبصرہ و تنقید کا بھی نقادوں کو موقع دستیاب ہو گیا۔

ہم کو اس کا علم ہے کہ اب سے تخمیناً ۲۰ سال قبل ناگری پرچارنی سبھا و ... بنارس نے ایک مستند کتاب ہندی اصطلاحات کی شائع کر دی تھی جس میں انگریزی کے مختلف شعبہ جات کے الفاظ کے ہم معنی موزوں انگریزی اصطلاحات کے ساتھ شریک کی گئی تھیں اس کتاب کی اشاعت کا یہ فائدہ ہوا کہ اس زمانے سے شائع کئے گئے بہتک ہندوستان کی متعدد علمی زبانوں میں ہندوستانی اردو، ہر جو لٹریچر علوم و فنون سے متعلق شائع ہو رہا ہے اس میں اصطلاحات شائع شدہ کو ایک بڑی حد تک رواج ملا۔ زبان تلنگی کی یہ کتاب ہم کو یاد ہے کہ ایسے اصطلاحات کی دو کتابیں گزشتہ دس سال کی مدت میں شائع ہوتی ہیں اور ان سے بہت کچھ کام لیا جا رہا ہے۔ یاد رہے کہ یہ تالیفات خانگی مساعی کا نتیجہ ہیں ... مدد کا کچھ رہین منت نہیں ہیں۔ ان حالات میں یہ بات تعجب خیز نظر آتی ہے کہ سرکاری اداروں کی جانب سے ۱۹ سال کے وضع شدہ اصطلاحات کی اشاعت کی اب تک ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔

ہم توقع رکھتے ہیں کہ عجلت حاجلہ اس طرف توجہ فرمائی جائے گی۔

عرب ممالک کا اتحاد

بیت المقدس ۲۰ اگست۔ خیال کیا جاتا ہے کہ شام، فلسطین، لبنان اور مشرقی اردن کو ایک ہی حکومت میں متحد کر دینے کے منصوبوں پر آئندہ ماہ اسکندریہ میں غور کیا جائے گا۔ یہ منصوبہ ایک ... نظام نامے میں شامل ہیں جس کو شام کے صدر اور سابق وزیر عراق جنرل نوری سعید نے ترتیب دیا ہے۔ اس قسم کی متحدہ مملکت میں عوام کو یہ تصفیہ کرنے کا حق دیا جائے گا کہ وہ شاہی یا جمہوریت کو پسند کریں۔ اس تجویز کے پیش کرنے والوں نے عرب لیگ کی تشکیل کی تجویز کی ہے جس میں عراق اور شام فوری شریک ہو جائیں گے اور دیگر عرب ممالک اس میں شریک ہونا پسند کریں تو شریک ہو سکیں گے۔ اس لیگ کی ایک مستقل کونسل بھی ہوگی جو بین الاقوامی و خارجی امور کے متعلق اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت اور کرنسی کے انتظام کی ذمہ دار رہے گی۔ ان منصوبوں کے تحت فلسطین کے یہودیوں کو وسعت خود اختیاری حاصل ہوگی اور ان کے دیہی و شہری اضلاع کا نظم و نسق جس میں مدارس صحت اور پولیس شامل ہے انہیں کے ہاتھ رہے گا اور بین الاقوامی سیاست کے تحت وہ شامی مملکت کی عام نگرانی کے تابع رہیں گے۔ بیت المقدس ایک خاص کمیشن ہوگا جو تمام مذاہب کی نمائندگی کرے گا۔ تاکہ عبادت کے مقامات کو جانے کے لئے آزادی سے تعین کرے۔ اگر ضرورت ہو تو لبنان عیسائی فرقے کو حکومت میں اپنا ... حصہ ہے گا۔

مشرقی پروشیا پر مکمل حملہ کی تیاریاں

روسیوں کے زبردست انتظامات

ماسکو ۱۰ اگست۔ اطلاع ملی ہے کہ روسیوں نے مشرقی پروشیا کی سرحد کی جرمن دفاعات پر فیصلہ کن ضرب لگانے کے پورے انتظامات مکمل کرلئے ہیں۔ سرخ فوج کے کمانڈروں کو حملہ کرنے کے لئے پانچ چھ نقشے دیئے گئے ہیں کہ اگر وہ کسی ایک نقشے پر عمل پیرا ہونے میں ناکام ہوں تو جو پیچھے ہیں دوسرے طریقے استعمال کریں۔

سٹالن کے گرد واقع ... میں دشمن کا صفایا کرنے کی ... والیوں کو مکمل کر لیا گیا ہے اور اب خاص روسی پیادہ کو سرحد سے صرف چند میل دور اکٹھا کیا جا رہا ہے۔

جرمنوں نے اشترانسبرگ ضلع پر کئی اور اسکے گرد کے رقبوں عام جبری کے احکام جاری کر دیئے گیا جس میں ٹینیٹرنگ کا رقبہ بھی شامل ہے اس بارے میں اعلان کرنے والے جرمن منصب یا نیم سرکاری ایجنسی کہتی ہے کہ وہاں بہت ہی محدود وقت میں مکمل کر لیا گیا ہے۔

اطلاع ملی ہے کہ جرمن ... دریاؤں سے پیچھے کے لئے خندقیں تیار کر رہے ہیں اور ان اطلاع کے معتقد ہیں جو جنگی علاقہ میں ہیں تاکیر ... ستیشن قائم کئے گئے ہیں۔

کل تمام دن جرمن دوبابوں اور پیادوں کے ساتھ مشرقی پروشیا کی سرحد کے پاس مسلسل پیچھے ہٹتے کرتے رہے لیکن سرخ فوج نے ان کے تمام حملوں کو پسپا کر دیا جرمنوں کو سخت جانی اور سامان جنگ کا نقصان ہوا گزشتہ پانچ دن میں روسیوں نے جرمنوں کے ... سے زائد دبابوں کو برباد کر ڈالا ہے۔

شمال میں سرخ فوج لٹویا میں اپنی پیش قدمی جاری رکھے ہوئے ہے۔ اور اب وہ ریگا سے قریب ہوگئی ہے۔ شمالی لٹویا والی فوج کے زمینی اور ہوائی دستوں کو اس محاذ پر ایک فیصلہ کن انداز میں شکست دی گئی ہے وسطی پولینڈ میں وارسا کے شمال مشرق میں روسیوں نے اپنا اقدام دوبارہ جاری کر دیا ہے۔ وسٹولا اور بگ کے درمیانی علاقہ میں ۱۵ سے زائد مقامات سے دشمن کو اجال دیا گیا ہے۔ وارسا اور کراکو کے درمیان دریائے وسٹولا پر روسیوں نے اپنے مورچے کو اور وسیع کر لیا ہے اور جنوبی منطقہ میں جہاں زیکوسلاویکیہ کی سرحد کے شمال میں کارپیتھیا کی پہاڑیوں میں روسی متواتر ترقی کر رہے ہیں۔

ہٹلری نوجوان

اس کا انکشاف ہو گیا ہے کہ نوجوانوں کی ہٹلری تحریک کے اراکین کو روسیوں کی پیشقدمی روکنے کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔

دکھنی تمدن اور اردو زبان

نشری تقریر جناب رفیق احمد صاحب

دکن میں اردو زبان کی ابتدا اگرچہ علاؤالدین خلجی کے سپہ سالار ملک کافور کے حملوں سے ہوتی ہے لیکن محمد تغلق نے جب دیوگیری کو دولت آباد کا نام دے کر پایہ تخت بنایا تو اس مشترکہ زبان کی بنیادیں دکن میں مستحکم ہو گئیں اس کی نشو و نما میں تیز رفتاری اس وقت پیدا ہوئی جب دکن نے دہلی سے اپنا تعلق منقطع کر لیا۔ بہمنی سلطنت نے جس کا صدر مقام پہلے گلبرگہ تھا اور بعد کو بیدر منتقل ہوا اس زبان کو تحریری حیثیت دی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بہمنی سلطنت کی طاقت ہندو مسلم اتحاد پر مبنی تھی مشترک زندگی کے تقاضوں کے علاوہ سیاسی مصلحت بھی یہ تھی کہ ایک مشترک زبان کو مشترک ضرورتوں میں اظہار کا ذریعہ بنایا جاتا۔ چنانچہ بہمنی دور میں نہ صرف اس زبان کی نشو و نما جاری رہی بلکہ اس کی مقبولیت میں اضافہ ہو گیا۔ اس کی عام مقبولیت نے صوفیائے کرام کو اس کی طرف متوجہ کیا اور انہوں نے اسے مذہبی تعلیم اور تلقین کے لئے اختیار کیا۔ جس سے یہ زبان تحریری طور پر استعمال کی جانے لگی اور اس کے عام پسند رواج نے مقامی شاعروں کو ترغیب دی کہ وہ فارسی کے بجائے شعر شاعری کے لئے اسے اختیار کریں بہمنی دور گویا اردو کی تصنیف و تالیف کا اولین دور ہے۔

بہمنی سلطنت کے زوال کے بعد دکن میں پانچ ریاستیں قائم ہوئیں جس طرح دکن میں سیاسی انتشار کی تقسیم نے سیاسی اتحاد کو ختم کر دیا لیکن یہ عجیب بات ہے کہ یہ انتشار اس زبان کی نشو و نما کے لئے بہت مفید ثابت ہوا۔ ان ریاستوں میں بیجاپور کی عادل شاہی ریاست اور گولکنڈہ کی قطب شاہی ریاست نے خاص طور پر اس زبان کے شاعروں کو وہ درجہ دیا جو مغل شہنشاہ فارسی شاعروں کو دیتے تھے۔ دکنی درباروں میں وجہی اور غواصی کو وہی مقام تھا جو فیضی اور ابو طالب کلیم کو مغل دربار میں تھا۔ دکنی اردو کو فروغ دینے کا سبب یہ ہو سکتا ہے کہ مغلیہ سلطنت میں گجرات کا الحاق ہو لیکن اس کے پیچھے ایک ایسا مقصد کارفرما نظر آتا ہے جس کے دور میں نتیجے دکنی تمدن کی تشکیل میں بڑی مدد دی۔

مقامی تمدن کے اثرات

شمالی ہند سے دکن کی سیاسی اعتبار سے علیحدگی نے دکنی سلطنتوں کے تمدن پر بھی اثر ڈالا۔ یہاں صرف گولکنڈہ کی قطب شاہی سلطنت کے تمدن پر روشنی ڈالی جاتی ہے کہ دکنی اس وقت صرف حیدرآباد میں محفوظ ہے سلطان قلی قطب شاہ جس نے گولکنڈہ کی سلطنت کی بنیاد ڈالی ہمدان سے آیا تھا۔ اس طرح اس کی ذات سے ترک کے وطن کے تمدنی عناصر بھی اس کے ساتھ آئے تھے ہندوستان میں سلطان قلی کا تعلق شمالی ہند سے ناقابل لحاظ رہا۔ اور اس نے شروع ہی سے دکن میں رہائش اختیار کی۔ بہمنی سلطنت میں اس کا بہت اثر و رسوخ تھا۔ تلنگانہ میں جس کی سرزمین سے وہ ناواقف تھا اس کے ہر ایک عمل میں اس نے کامیابی حاصل کی کہ اس نے ترکستانی سیاست اور معاشرت کے اثرات کو مقامی احوال کے مطابق بنانے کی کوشش کی۔ جب قطب شاہی سلطنت کی بنیاد پڑی تو بہمنی سلطنت کا وہ اثر جس نے دکن کی سیاسی اور معاشرتی تفاوت کی تھی زیادہ شدید ہو گیا۔ بہمنی سلطنت نے ایک ایسا تمدنی تخیل پیدا کیا تھا جسے دکن کے قومی مزاج اور قومی اتحاد کا نتیجہ کہنا چاہیے۔ قطب شاہی سلطنت نے تمدن کی بنیاد اسی بہمنی تمدن کے نقوش پر رکھی تا اس طرح گولکنڈہ میں اس دکنی تمدن کو فروغ ہوا جس نے ایک طرف مقامی قوموں کے تہذیبی امتزاج کو خوشگوار بنانے کی کوشش کی اور دوسری طرف اس نے خارجی تمدن کے عناصر کو مقامی تمدن کے ساتھ کس طریقے سے ہم آہنگ ہونے کا موقع دیا قطب شاہیوں نے اپنی معاشرت اور سیاست کو تلنگانہ کی قومی خصوصیات کے ساتھ اس طرح مطابق کر لیا کہ یہ اسلامی سلطنت ایک آندھرا راجدھانی معلوم ہونے لگی۔ انہوں نے ترکستانی وضع قطع چھوڑ کر مقامی لباس اختیار کیا۔ زندگی کے مقامی طور طریق میں اپنے آپ کو جذب کر لیا۔ مقامی زبان تلگو کی اور ہر طبقہ کو مذہبی آزادی دی

تلنگی کی سرپرستی

قطب شاہیوں کی اس سیاسی حکمت عملی میں ایک بڑی سیاسی مصلحت بھی پوشیدہ تھی کہ دکنی دربار مغل سلطنت کی رقابت میں تمدنی برتری کے دعویدار بھی تھے اور اس کے کے جواز میں وہ دکنی تمدن کی متعدد خصوصیات کو نشو و نما دینے پر مجبور تھے دکن انفرادیت ایک مخصوص تہذیب کی متقاضی تھی اور یہی وہ تہذیب تھی جس نے بہمنی سلطنت کے بعد گولکنڈہ نے ترقی دی۔ زبان چونکہ تمدن کے ارتقا میں بہت مددگار ہوتی ہے اس لئے دکنی تمدن نے ارتقا کے لئے دکھنی زبان (اردو) کی مدد حاصل کرنا ضروری تھا۔ قطب شاہیوں نے مغل سلطنت کی فارسی کے مقابلے میں دکھنی کو فروغ دیا۔

دکھنی اردو کے اسی فروغ کے ساتھ یہ جاننا بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ قطب شاہی سلطنت کے چند حکمراں دکھنی قومیت میں ایک باعزت مقام حاصل تھا فارسی بھی جو پہلے تھے جو سرکاری زبان تھی اور یہ دکھنی زبان ان کی سرکاری زندگی کا ایک جزو تھی۔ ادبی حلقوں میں یہ احساس تھا اور قطب شاہیوں نے تلنگی کو اردو اور فارسی کی طرح عزیز رکھا اور گرمجوشی کے ساتھ اس کی سرپرستی کی ابراہیم قطب شاہ کے زمانے میں تو تلنگی نے کافی ترقی کی اس کے دربار میں تلنگی زبان کے کئی شاعر تھے تلنگی ادب کی مشہور کتاب تپتی سمورن پاکیا تم اسی زمانے کی پیداوار ہے محمد قلی قطب شاہ تو تلنگی کا شاعر تھا تلنگی شاعری سے قطع نظر اس نے اپنے اردو شعروں میں تلنگی الفاظ جگہ جگہ استعمال کئے ہیں۔ اور بسنت کی عید ساون بیاہ دان تلنگی ایسے موضوعات پر نظمیں لکھی ہیں۔ مگر تخیل کا یہ رجحان اس کا ثبوت ہے کہ وہ ہیولی روایات اور مقامی روایات کو کس طرح ہم آہنگ کرنا چاہتا تھا۔

موجودہ زبان کی ابتداء

مغلیہ تسلط کے بعد دکنی تمدن پر مغلیہ تہذیب کا اثر پڑنا ناگزیر تھا لیکن اب وہ مغلیہ تہذیب بھی جسے اکبر اعظم نے مشترکہ قومی ضروریات کے پیش نظر فروغ دیا تھا اور جس کے لئے اتنی اجنبی نہیں تھی۔ تہذیبی اثر بھی اردو کی نشو و نما کے لئے بہت مفید ہوا۔ ۱۱۰۰ھ میں جب اورنگ آباد کا مشہور شاعر ولی دہلی پہنچا تو شعروں نے شمالی ہند میں بھی اردو کو ادبی زبان کی حیثیت دی اس طرح دکھنی نے شمالی ہند کی بھری زبان کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر ایک ایسی وسعت حاصل کر لی جسے ادبی حیثیت سے بھی سلطنت ہندوستان نے قبول کر لیا۔ یہ زبان کی بھی صورت موجودہ اردو کی بنیاد ہے

قطب شاہی سلطنت کے زوال ۱۰۹۸ھ سے ۱۱۳۴ھ تک جب عظیم الشان سلطنت آصفیہ کی بنیاد پڑی، سو سال دکن کی سیاسی افراتفری میں گذرے۔ اور اس طرح تمدن کے ارتقا کو ایک دھکا لگا اس صورت حال نے مغل کر دیا جب ۱۱۳۴ھ میں حضرت آصفجاہ اول نے خود مختار حیثیت سے سلطنت آصفیہ کی بنیاد ڈالی حیدرآباد میں دکنی تمدن اور اردو کو ایک وقت پھر حیات نو نصیب ہوگئی حضرت آصفجاہ اول کے عہد سے حضرت افضل الدولہ کے دور تک یعنی تقریباً ڈیڑھ صدی حیدرآباد کے سیاسی [illegible] اور جب ہندوستان کے [illegible] کے بعد ایک [illegible] پر [illegible] ہندوستان کی طرح دکن میں بھی [illegible] مقامی تہذیب [illegible] ایک فارسی تہذیب کو [illegible] تھا ہندوستان کے [illegible] ہندوستانی تمدن پر پڑی۔ [illegible] نقش پیدا ہوا۔

عہد آصفی میں مشترکہ زبان کی ترقی

حیدرآباد میں چونکہ دیسی حکومت اپنے دیسی [illegible] اپنے خود مختارانہ انداز میں موجود تھی اور اس کے [illegible] جات کے حامل تھے ایک ایسے مشترکی ضروریات کے حامل جب ترکستانی تمدن اور [illegible] تمدن کے [illegible] دکنی تمدن کو فروغ دیا تھا اس لئے اس کے [illegible] رجحان مستقل رہا۔ دکنی تمدن میں بہمنی قطب شاہی اور مغل تہذیبوں کے عناصر [illegible] مرکوز تھے اب [illegible] سے تعلقات نے [illegible] ایک [illegible]

کی ضرورت پیدا کی اور یہ عنصر مغرب کا تہذیبی اثر تھا۔

حضرت غفران مکان کو وہ جیسے مدار المہام اور آسمان جاہ جیسی شخصیتیں ملی تھیں، دکنی تمدن کے ارتقاء کا ایک ایسا دور تھا جبکہ یہ حیدرآباد کے لئے ایک پس منظر تیار ہو رہا تھا۔ اس عہد میں اردو کو برابر فروغ حاصل ہوتا رہا۔ نہ صرف اعلیٰحضرت غفران مکان نے اس کی سرپرستی فرمائی بلکہ اس کی نشو و نما میں غیر سرکاری کوشش بھی منظم صورت میں اس زمانہ میں نمایاں ہیں اسی زمانے میں شمس الامراء نے ایک دارالترجمہ قائم فرمایا جس میں دوسری زبانوں کی کتابوں کو اردو میں منتقل کیا جاتا تھا۔ کچھ ایسا احساس پیدا ہو گیا تھا کہ اردو دکن کے اس تمدن کا عنصر ہے جو اپنی پانچ صدیوں کی تاریخ رکھتا ہے اس لئے اسی زبان کو مشترک تربیت اور مشترکہ تمدن میں جگہ دی جا سکتی ہے یہی ذریعہ تعلیم کی حیثیت سے علم کا واسطہ بن سکتی ہے۔ اردو زبان نے سب سے پہلے دکن ہی میں کتابی زبان کی حیثیت اختیار کی دکن ہی نے اسے سب سے پہلے ادب کی تخلیق میں استعمال کیا۔ اور اب وقت آ گیا تھا کہ اسے تعلیمی زبان بنانے کا سہرا بھی دکن ہی کے سر رہے۔ چنانچہ ایک ایسے دارالعلوم کے قیام کی کوشش حیدرآباد میں شروع ہو گئیں جس میں اردو ذریعہ تعلیم ہو۔ اس سلسلہ میں اعلیٰحضرت غفران مکان کی زیر صدارت محبوب باغ (باغ عامہ) میں ایک جلسہ بھی ہوا تھا اور اس قسم کے دارالعلوم کی تاسیس کے بارے میں غور و خوض کیا گیا تھا۔ لیکن کسی وجہ سے یہ تحریک اس زمانہ میں عملی صورت اختیار نہ کر سکی اس کے باوجود مغربی علوم کی تعلیم کے لئے اس زمانہ میں اردو کو اختیار کیا گیا۔ اعلیٰحضرت غفران مکان خود اردو کے بلند پایہ شاعر تھے۔ اور ہندو والی شاہان اور مہاراجہ شاد کا اردو کلام اس امر کا ثبوت پیش کرتا ہے کہ ہندوستان بھی اردو کی نشو و نما میں اس طرح شریک رہے جس طرح وہ قطب شاہی دور میں تھے۔

اردو زبان دکنی تمدن کے ارتقائی سادن کی حیثیت سے اس منزل پر تھی جب ۱۹۱۱ء میں اعلیٰحضرت نے اپنی مدبرانہ قیادت میں دکنی تمدن کو وہ عروج بخشا جس نے مشرقی تخیل کو مغربی پیکر میں ڈھال دیا۔

اعلیٰحضرت نے اردو کی ایسی سرپرستی فرمائی جو اسے کسی دور میں نصیب نہ ہو سکی تھی۔ دارالترجمہ اور جامعہ عثمانیہ کے قیام نے اردو کو ایسی ترقی یافتہ زبانوں کی صف میں کھڑا کیا جو علم و فن کے سنجیدہ اظہار کی تاب لا سکتی ہے۔ اردو کو ذریعہ تعلیم بنا کر حیدرآباد نے تعلیمی شعبے میں ہندوستان کی ایسی شاندار قیادت کی ہے جس نے نئی نسلوں کے تمدنی مستقبل کو شاندار بنا دیا ہے۔

اردو زبان کے موجودہ پس منظر کو دیکھئے کہ جو دکن کے مشترکہ تمدن کے ارتقاء کے ساتھ نشو و نما پاتی رہی ہے اور جس نے دکنی تمدن کی تشکیل اور ترقی میں بڑا حصہ لیا ہے یہ اعتراض کرنا کہ جامعہ عثمانیہ ان لوگوں پر مسلط کی گئی ہے جن کی مادری زبان اردو نہیں ہے کبھی حق بجانب نہیں سمجھا جا سکتا تھا۔ جامعہ عثمانیہ نے تنگ نظری سے اردو ہی کو نہیں اپنایا بلکہ اس کی ترقی کے لئے ملک سہولتیں فراہم کیں۔ اس نے سنسکرت اور ہندی کو بھی اپنے احول میں مقام دیا۔ اس نے عربی اور فارسی کو بھی فراموش نہیں کیا اور اس نے انگریزی کو بھی جامعہ بدر نہیں کیا۔ اس طرح جامعہ عثمانیہ ایک طرف تو مقامی قوموں کے تمدنی تعلق کو مستحکم کرتی ہے اور دوسری طرف اس کی وجہ سے حیدرآباد کے بیرونی تعلقات مضبوط ہو جاتے ہیں۔

اردو زبان ایک مشترکہ زبان کی حیثیت سے نہ صرف فرقہ وارانہ ہم آہنگی کا ذریعہ ہے بلکہ اسے مختلف تہذیبی اور بین قومی سماجی تعلقات کی ارتباطی کڑی سمجھنا چاہئے۔ اردو کی اس مشترکہ حیثیت کو ختم کر دیا جائے تو پھر لسانی اختلاف سے حیدرآباد تین طبقوں میں منقسم ہو جائے گا اور اس وقت ایک تلنگانہ اور ایک مرہٹہ سے ایک کنڑی سے کس زبان میں گفتگو کرے گا۔

جاپان کا قریبی خاتمہ

آج کل لوگ بہت جلد سُنی سنائی باتوں کا یقین کر لیتے ہیں۔ پچھلے زمانہ میں دستور یہ تھا کہ جو کچھ وہ سنتے اس پر غور کئے بغیر ہی فوری یقین نہیں کر لیتے بلکہ اسے شک و شبہ کی نظروں سے دیکھتے تھے۔ لیکن آج کل ایجادات اور نشر عام ہونے کے باعث لوگ فوراً ہر بات پر یقین کر لیتے ہیں خاص کر وہ خبر جو کسی دشمن کے ذریعے سے پہنچی ہو۔

جاپانی ریڈیو اپنی مہربانی اور قوت کی نئی نئی کہانیاں بیان کرتا رہتا ہے جو یقیناً ہمارا دوست نہیں بلکہ سب سے بڑا دشمن ہے اس لئے اس کے ریڈیو پر کان بند رکھئے۔ کیونکہ وہ کورا زہر اور سفید جھوٹ ہوتا ہے۔ اپنے جاننے والوں اور دوستوں کو بھی یہی ذہن نشین کرا دیجئے۔

ہمت رکھئے۔ اتحادیوں کے زبردست ہتھیار، ہوائی جہاز، توپیں اور دیگر جنگی سامان نہ صرف اس وقت وافر طور پر موجود ہیں بلکہ وہ ڈھلتے ہی چلے جا رہے ہیں جو جاپان سے اپنی ساخت کے لحاظ سے سبقت لے چکے ہیں۔ جاپان کے سابق وزیر توجو نے جنگ کی صورت حال پر جو بیان دیا ہے اس سے جاپان کے حشر کا کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ توجو نے کہا کہ برطانیہ اور ممالک متحدہ امریکہ نے اپنے جوابی اقدام کی شدت میں اضافہ کر دیا ہے۔ اب سلطنت جاپان کو بہت ہی شدید خطرے کا سامنا ہے۔ جاپان کی تاریخ میں اس سے پہلے کبھی ایسا نازک وقت نہیں آیا تھا۔

حالیہ واقعات شاہد ہیں کہ جاپان کو ہر مقام پر شکست ہو رہی ہے اور اس کی بحری طاقت کی کمزوری نمایاں ہو چکی جو ثابت کر رہی ہے کہ اس کے خاتمہ کا وقت قریب آ گیا اور اتحادیوں کی فتح کی منزل قریب تر ہوتی جا رہی ہے۔

([illegible])

اعلان نشان (۱۰۸)

قبل ازیں محکمہ رسد کے اعلان نشان (۹۷) مورخہ ۴ تیر ۱۳۵۳ ف میں استرے کی پتیوں کی جو انتہائی قیمتیں مقرر کی گئی تھیں ان میں ذریعہ اعلان نشان (۱۰۸) مورخہ ۱۷ شہریور ۱۳۵۳ ف حسب تفصیل ذیل ترمیم کی گئی ہے:

۱۔ جلٹ بلو ۵ بلیڈز کا پیکٹ	ایک روپیہ تین آنے آٹھ پائی
۲۔ " " ۱۰ " " "	دو روپیہ سات آنے چھ پائی
۳۔ یونی لٹی یا اٹمنڈ ۱۲ " " "	ایک روپیہ تیرہ آنے چھ پائی
۴۔ سیون او کلاک ۱۰ " " "	" " تین " آٹھ "
۵۔ والٹ ۵ " " "	" " چھ "
۶۔ " ۱۰ " " "	دو " بارہ "
۷۔ پلازا ۶ " " "	بارہ آنے تین پائی
۸۔ ویٹا ۶ " " "	گیارہ آنے

مراسلات

معتمد صاحب مہاراشٹرا پریشد کا مکتوب

جناب اڈیٹر صاحب اخبار مملکت حیدرآباد

ہم نے آپ کے ایڈیٹوریل نوٹ کو بغور پڑھا۔ جو اخبار مملکت مورخہ ۱۵ امرداد ۱۳۵۳ ف میں "نمک پلٹنے" کی سرخی تحت مہاراشٹرا پریشد کی غذائی پالیسی کے بارے میں شائع ہوا ہے، آپ نے جو شکایات کو ظاہر کیا ہے اس کی وضاحت کے لئے۔ امید ہے کہ آپ اپنے موقر جریدہ میں ہماری ان توضیحات کو شائع فرمادیں گے۔

(۱) اجناس کی قیمتوں پر نگرانی کرنا انسداد نفع خوری کے لئے ہے نہ کہ کاشتکاروں کے واجبی مطالبات پر اثر ڈالنے کے لئے۔ آج کل جب کہ ضروریات زندگی کی قیمتوں میں اوسطاً سہ گنا اضافہ ہوگیا ہے، کاشتکاروں کو بھی تناسب سے واجبی دام ملنے چاہئے۔ اور قیمتوں پر نگرانی بھی ایسی مناسبت سے ہونی چاہئے اسی لئے ہمارا مطالبہ یہ تھا کہ اجناس کی قیمتیں کاشتکاروں کے ضروریات زندگی کو ملحوظ رکھتے ہوئے مناسب قائم کی جائیں۔ اور اس پر نگرانی رکھی جائے۔ بعد میں حکومت کا اجناس کی قیمتوں کو بڑھا دینا ہی اس مطالبہ کی صداقت کا بین ثبوت ہے۔

(۲) پریشد کا تدریجی رویہ

اسکیم کی تائید کرنا ہی اس کی وجہ قرار پائی ہے کہ اسکیم کی بدعنوانیوں پر نظر رکھی جائے تاکہ اسکیم عملی حیثیت سے ناکام نہ ہو جائے۔ چنانچہ واقعات موجود ہیں کہ عہدہ داروں نے غریب کاشتکاروں پر زیادہ بار عائد کیا اور ایسے واقعات کی بھی بہتات ہے کہ پڑے کاشتکاروں کو اس سے محفوظ رہنے کا موقع دیا گیا۔ یہی وجہ تھی کہ پریشد نے ان بدعنوانیوں کے خلاف اپنی آواز بلند کی اور مطالبہ کیا کہ محکمہ انسداد ثبوت متعلق کو موثر اختیارات دئے جائیں۔

(۳) پریشد نے ذخیرہ اندوزی جیسی غیر مہذب حرکت کی خاص طور پر مذمت کی اور کبھی بھی اس کے برعکس ہدایتیں نہیں دیں۔ پریشد یہ معلوم کرکے خوش ہوگی اور اپنے عمل کو درست کرسکے گی اگر اڈیٹر صاحب اپنی معلومات کی بنا پر یہ نشاندہی کریں کہ کب اور کس وقت پریشد نے ایسی ہدایات دیں۔

(۴) اس کے بارہ میں ہماری توضیح وہی ہے جو نمبر (۲) تک بیان کی گئی ہے۔

(۵) حکومت کے ابتدائی احکام متعدد خامیوں اور کمزوریوں سے مملو تھے۔ مہاراشٹرا پریشد نے دیگر عوامی اداروں کے ساتھ ان خامیوں کو آشکار کیا اور ان کے دور کرنے کا مطالبہ کیا۔ جب اور جس حد تک بھی ان کو دور کیا گیا۔ پریشد نے اس کو قبول کیا۔

کون کہہ سکتا ہے کہ حکومت کا اسکیم میں تبدیلیاں کرنا عوام کے آواز بلند کرنے کا نتیجہ نہیں تھا۔ فقط

داگھمارے

محاذ فرانس

سینٹ مالو کی بندرگاہ پر اتحادی قبضہ

لندن۔ ۱۰ اگسٹ۔ جزیرہ نما برٹانی میں امریکی افواج نے سینٹ مالو کی بندرگاہ پر قبضہ کرلیا۔ دیگر امریکی افواج سینٹ لوری لورشان سے کی بندرگاہوں میں جرمنوں کا مقابلہ کر رہی ہیں۔ برسٹ میں متعینہ جرمن گیرلن کو ہتھیار ڈال دینے کا ایک موقع دیا گیا اور اس کی طرف سے انکار کا جواب امریکی شہر میں گھس گئے۔ جدید نانٹس کے مشرق میں امریکی دستہ پیرس کی جانب پیش قدمی کرتے ہوئے جرمنوں کی اطلاع کے بموجب مقبوضہ شہر لاوال سے آگے بڑھ گیا ہے۔ لاوال پر قبضہ سے متعلق تازہ ترین رپورٹ میں اس علاقہ میں زبردست جرمن مقاومت کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔ لاوال کے جنوب مغرب میں کوئی ۱۰۰ میل کے فاصلہ پر آگرس میں لڑائی ہو رہی ہے جو پیرس سے نانٹیز جانے والے راستوں کا مرکز ہے۔

کینیڈا کی افواج فالیز سے (۵) میل پر برطانوی دوسری فوج کے محاذ پر کینیڈا کی افواج نے کیین کے جنوب میں آگے بڑھتے ہوئے فالیز کے شمال میں جرمن دفاعی بلٹ کے آدھے سے زیادہ حصہ کو کاٹ دیا۔ فالیز کیین سے فالیز جانے والی سڑک کے دونوں طرف پیش قدمی کرتے ہوئے کیین کے جنوب میں مقام روانگی سے ۱۰ میل کی پیش قدمی کرنے کے بعد کینیڈا کی فوج فالیز کے شمال میں صرف (۵) میل کے فاصلہ پر ہے۔

جوابی حملوں کی پسپائی

اس محاذ کے متعلق لندن میں برطانوی جاپانیوں نے دریا کے اس پار ان کے مورچے کے خلاف کئے جانے والے جرمنوں کے جوابی حملوں کو پسپا کر دیا۔ جنرل ڈیمپسی نے مورچے پر مزید سازوسامان اور سپاہیوں کو اتار دیا ہے اور اس نے جارحانہ اقدام بھی شروع کر دیا ہے۔ وائر اور مورٹین کے درمیان جہاں کہ امریکی محاذ آہستہ آہستہ برطانوی افواج کے محاذ کی طرف تبدیلی ہو رہا ہے جرمن سخت مقاومت کر رہے ہیں۔ اتحادی افواج نے بعض مقامات پر (۲ تا ۳) میل کی پیش قدمی کی اور وہ ایسے مقامات پر پہنچ گئے ہیں جو مورٹین کے آگے ہیں لیکن اب تک خود مورٹین کو پورے طور پر پاک صاف نہیں کیا گیا۔

اتحادی ہوائی افواج نے برسٹ کے جنوب مغرب میں ۲۵۰ میل کے فاصلہ پر تیل کے ذخیرہ کشتی مرکز پر حملہ کیا۔

ہندوستانی ریاستوں میں جدید قوتیں

مہاراجہ بیکانیر کا بیان

بیکانیر ۱۰ اگست۔ مہاراجہ بیکانیر ایک بیان میں ہندوستانی ریاستوں کی جدید قوتوں کو پورے طور پر تسلیم اور ان کی ہمت افزائی کرنے پر زور دیتے ہیں اور یہ اعلان کرتے ہیں کہ والیان ریاست یہ خیال نہیں کرتے کہ وہ باقی ہندوستان سے الگ ہیں بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ ہندوستان اپنی پوری بلندی کو پہنچ جائے جس میں ریاستوں کو اپنی جائز اور اہم جگہ لینی ہوگی۔

مہاراجہ موصوف کہتے ہیں کہ ہندوستان کے تعلق سے برطانیہ میں جو خیر سگالی اور ہمدردی ہے وہ اس سے زیادہ ہے جس قدر عام طور پر محسوس کیا جاتا ہے۔ اور یہ خیر سگالی اور ہمدردی جنگ کے اختتام پر زیادہ عملی طور پر ظہور میں آئے گی اور متعلقہ مختلف مفادات بشمول برطانیہ اور ریاستوں کا کامل تعاون حاصل رہے گا۔ تاکہ سب کے لئے ایک تشفی بخش اسکیم تشکیل پائے۔

مہاراجہ کہتے ہیں کہ والیان ریاست نے بمبئی کے اپنے حالیہ جلسہ میں بالاتفاق یہ طے کیا ہے کہ وہ آپ کو باقی ہندوستان سے الگ تصور نہیں کرتے اور یہ کہ وہ مخالفت کرنے یا مزاحم ہونے کے بجائے یہ چاہتے ہیں کہ والیان ریاست برطانوی ہند کے اپنے ہم وطنوں کے مقابلہ میں ایک معنی میں کم محب وطن ہیں اور یہ کہ وہ ہندوستان کی سیاسی ترقی اور عظمت کے راستے میں مزاحم ہیں۔ مگر یہ سچائی سے بہت دور ہے اور یہ بھی عام طور پر صحیح نہیں ہے کہ وہ ترقی پسند نہیں ہیں۔ مجھے ریاستوں کی نسبت جو کچھ بھی معلومات حاصل ہیں ان کی بناء پر میں اطمینان کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ والیان ریاست بدلتے ہوئے زمانے سے پورے طور پر واقف ہیں اور وہ آج کے حالات کے مطابق اپنی سیاسی اور انتظامی کل پرزے کو بنانے کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہیں۔"

مہاراجہ ان کارروائیوں کی جانب توجہ مبذول کراتے ہوئے جو ریاستوں میں سماجی صنعتی اور معاشی ترقی کے لئے اختیار کی گئی ہیں۔

کہتے ہیں کہ یہ بہت خوش آئند علامت ہے جس کی حکومت اور برطانوی ہند کی عوام کی جانب سے پوری طور پر حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے کیونکہ سیاسی حدود جو بھی ہوں ہندوستان کی معاشی زندگی ایک اور ناقابل تقسیم ہے۔"

ہندوستان کی آزادی اور امن عالم

(بقیہ سلسلہ صفحہ اول)

کیا ان وسیع اصولوں کا اعلان کافی نہیں ہے جن پر ہم سب متفق ہیں یعنی یہ کہ حفظ امن کے لئے ایک عالمی کونسل تشکیل دی جائے گی جس کی رہنمائی وہ دول عظمیٰ کریں گے جنھوں نے جنگ جیتی ہو۔ اس کے بعد اس عالمی تنظیم میں دوسرے دول اور تقریباً تمام ممالک کو ان کا حصہ دیا جائے گا۔ فتح جب وہ حاصل ہوگی صرف دو یا تین بڑے دول کا کارنامہ نہ ہوگا اور نہ وار سالمی کے حصہ کو وہ ہرائے بغیر قیام امن کا کام صرف انہی دول کے ہاتھوں میں چھوڑا جا سکتا ہے۔ دول محور کی شکست اس وقت مکمل ہوگی جبکہ ہندوستان جیسے ممالک آزادی حاصل کر لیں گے اور سماجی حیثیت کے ساتھ انصاف کی بناء پر امن عالم کے قیام میں اشتراک عمل کر سکیں گے۔

(روزنامہ "ہندو" مدراس)

احمدیہ پریس چار مینار میں طبع ہو کر دفتر مملکت سانچہ توپ سے شائع ہوا۔